سوال

(22) بے نماز مسلمان ہے، اس کے دلائل اوران کی تردید

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث میں وارد ہے کہ جبرئیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا «**یا محمد اخبرنی عن الاسلام**» ۔ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتاؤ کہ اسلام کیا شے ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

«ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وانّ محمد رسول اللہ و تقیم الصّلوة و توتی الزکوة و تصوم رمضان و تحجّ البیت ان استطعت الیہ سبیلاً قال صدقت» الخ (متفق علیہ)

کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں۔ اور محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھے اور زکوة دے اور ماہ رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر تجھے توفیق ہو۔

دوسری حدیث میں ہے۔ «بنی الاسلام علیٰ خمسٍ» کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ ان ہر دو احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان متجزی شے ہے جو پانچ اشیا سے مرکب ہے نہ کلی جس کی وجہ سے ہر ایک کو جدا جدا فرد مانا جائے اور جو شے مرکب ہو اور اس میں کسی جز کی کمی پائی جائے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کل ہی نہیں۔ ہاں اتنا کہا جائے گا کہ اس میں نقص ہے۔ باقی رہا کہ خدا تعالیٰ نماز کو ہی عین ایمان بتا رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شے کا اہتمام بیان کرنا مقصود ہو تو اس کو کل کے اسم سے تعبیر کرتے ہیں یہاں نماز کو اہتمام کیوجہ سے لفظ ایمان سے تعبیر کیا ہے سورہ فاتحہ کو بھی اہتمام کی وجہ سے نماز قرار دیا ہے حالانکہ رکوع سجود بھی سورہ فاتحہ کی طرح فرض ہیں۔ اور جس حدیث میں ہے «من ترک الصلوة متعمداً فقد کفر» سو یہ محض تہدید ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔

«لیس من رجل ادعی لغیر ابیہ وہو یعلم فقد کفر» ۔ یعنی جو آدمی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس نے کفر کیا۔

حاشیہ:

بخاری و مسلم کی حدیث بحوالہ مشکوة اس طرح ہے «من ادعی الی غیر ابیہ وہو یعلم فالجنة حرام» جس حدیث میں «فقد کفر» کا لفظ ہے وہ اس طرح ہے «لا ترغبوا عن ابائکم فمن رغب عن ابیہ فقد کفر»

دوسری حدیث میں ہے «سباب المسلم فسوقٌ وقتالہ کفرٌ»

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔ تیسری حدیث میں ہے۔

«ایما عبد ابق من موالیہ فقد کفر» ۔ جو عبد اپنے آقا سے دوڑ جائے وہ کافر ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو کفر حدیث من ترک میں ہے اس سے مراد کفران نعمت ہے۔ اگر کفر مان بھی لیں تو پھر کفر کے مراتب ہیں جیسا قتالہ کفر والی حدیث اور دوسری حدیث «بین الرجل وبین الکفر ترک الصلوۃ» کی مثال بالکل اسی طرح ہے جس طرح ترمذی کی حدیث میں ہے کہ «قال رکانۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس» یعنی آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان اتنا فرق ہے کہ ہم ٹوپیوں پر پگڑی باندھتے ہیں اور وہ ایسا نہیں کرتے باقی بے نمازکی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ شخص جو نماز کو حقارت کی وجہ سے ترک کرتا ہے وہ تو بالاتفاق جہنم میں رہے گا۔ اور جو شخص تکاسلاو تساہلاچھوڑتا ہے۔ اگر خدا چاہے تو اس کو رہائی دے دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انَّ اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء

نیز حدیث میں ہے۔

ن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شہد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ وان عیسیٰ عبداللہ وکلمتہ القاہاالیٰ مریم وروحٌ منہ والجنۃ والنَّار حقٌّ ادخلہ اللہ الجنۃ علیٰ ماکان من العمل۔ متفق علیہ»

عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بندہ ہے اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریمؑ کی طرف القا کیا ہے جنت ودوزخ حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل کرے گا جو بھی عمل کرتا مرجائے۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حدیث۔ «من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر» ،، کو تہدید پر حمل کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

آیت کریمہ۔ اِنَّ للّٰہَ لَایَغ فِرُ اَن یُش رَکَ بِہٖ وَیَغ فِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَشَآءُ اور حدیث عبادہ بن صامت سے استدلال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ بعض لوگوں نے اس آیت کو اتنا وسیع کردیا ہے کہ ان کے نزدیک مرزائی۔ چکڑالوی بلکہ آریہ بھی اس کے تحت آجاتے ہیں۔ یعنی ان کے خیال میں باوجود کافر ہونے کے ان کی بخشش کی امید ہے کیونکہ خدا اس آیت میں فرماتا ہے۔ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ للّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَى ا لۡکٰفِرِینَ یعنی جنت کی نعمتیں کافروں پر حرام اور جب مرزائی، چکڑالوی وغیرہ کافر ہیں اور ان پر جنت حرام ہے تو ان کی بخشش کی امید کس طرح ہو سکتی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ جو حقارت سے نماز کو چھوڑے وہ بالاتفاق جہنم میں رہے گا اور بعض کے خیال کے مطابق اس کی بخشش کی امید ہے تو اتفاق کہاں رہا۔ ہاں اگر آپ کی مراد اہل سنت کا اتفاق ہو تو درست ہے لیکن آخر بعض کے خیال کی تردید میں آپ کوئی دلیل رکھتے ہوں تو وہی دلیل تکاسل سے چھوڑنے والے پر لگالیں۔

قرآن مجید میں ہے :

فَمَن كَانَ يَر جُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَل يَع مَل عَمَلًا صٰلِحًا وَّلَا يُش رِك بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا --سورۃ الکھف 110

’’تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے‘‘

مفسرین نے اس کی تعریف میں لکھا ہے کہ شرک سے مراد اس جگہ ریاء ہے یعنی دکھاوے کےلئے عمل نہ کرے ۔ جب ریاء بھی شرک ہوئی تو کیا اس پر آیت اِنَّ للّٰہَ لَایَغْفِرُاَن یُشْرَکَ بِہِ لگ سکتی ہے ۔ اگر کوئی لگانی چاہے تو اس کو کیا جواب دیں گے ؟ یہی دوسری آیتیں حدیثیں بھی دیکھی جائیں جن سے ثابت ہے کہ ریاء اگرچہ شرک ہے لیکن معافی ہوسکتی ہے سو اسی طرح دوسری آیتیں حدیثیں بے نمازی کے کفر کو چاہتی ہیں ۔ مشکوۃ میں ہے :

1 ۔ « عن عبادۃ بن الصامت قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکروہ وعلی اثرۃ علینا وعلی ان تنازع الامر اہلہ وعلی ان نقول بالحق اینما کنّا لانخاف فی اللہ لومۃ لائم وفی روایۃ الاان تروا کفرا بواحاً عندکم من اللہ فیہ برہان » متفق علیہ (مشکوۃ باب الامارت الخ ص 319)

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر بیعت کی کہ ہم سختی آسانی خوشی ناخوشی ہر حال میں تابعداری ۔ فرمانبرداری سے ہاتھ نہیں کھینچیں گے ۔ اور امارت کے مستحق سے امارت نہیں چھینیں گے اور جہاں ہوں حق کہیں گے ۔ اور خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے اس شرط پر بیعت کی کہ امارت کے مستحق سے امارت نہیں چھینیں گے مگر یہ کفر صریح دیکھو جس میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس قطعی دلیل ہو ۔

2 ۔ « عن عوف بن مالک الاشجعی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونہم ویحبونکم وتصلون علیہم ویصلون علیکم شرار ائمتکم الذین تبغضونہم ویبغضونکم وتلعنونہم ویلعنونکم قال قلنا یارسول اللہ افلا ننابذہم عند ذلک قال لاما اقاموا فیکم الصلوۃ لاما اقاموا فیکم الصلوۃ الامن ولی علیہ والٍ فراٰہ یاتی شیئا من معصیۃ اللہ فلیکرہ مایاتی من معصیۃ اللہ ولاینزعن یداً من طاعۃ » رواہ مسلم (حوالہ مذکورہ)

عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بہتر امام وہ ہیں جن سے تم محبت رکھو ۔ اور وہ تم سے محبت رکھیں ۔ تم ان پر درود پڑھو اور وہ تم درود پڑھیں اور تمہارے برے امام جن کو تم برا جانو اور وہ تم کو برا جانیں ۔ تم ان کو لعنت کرو اور وہ تمہیں لعنت کریں ۔ ہم نے کہا یارسول ! ہم اس وقت ان سے بیعت نہ توڑدیں ؟ فرمایا نہ جب تک تم میں نماز قائم رکھیں ۔ نہ جب تک تم میں نماز قائم رکھیں ۔ خبردار جو شخص تم پر والی (امیر) بنایا جائے اور اس کو نافرمانی کرنا دیکھے تو اس کے نافرمانی کرنے کو برا جانے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے ۔

3 ۔ « عن امّ سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون علیکم امراء تعرفون وتنکرون فمن انکر فقد بریٔ ومن کرہ فقد سلم ولکن من رضی وتابع قالوا افلا نقاتلہم قال لاما صلّوا الاما صلّوا ای من کرہ بقلبہ وانکر بقلبہ » رواہ مسلم حوالہ مذکورہ

ام سلمہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر امیر ہوں گے جن کی کئی باتیں اچھی ہوں گی ۔ کئی بری ۔ جو شخص ان کی برائی کو دل سے برا سمجھے وہ بَری اور جو کراہت کرے وہ سلامتی والا ہے جو راضی ہوجائے اور برائی میں ان کی موافقت کرے (وہ ہلاک ہوگیا) صحابہ نے کہا ایسے امیروں سے ہم لڑائی نہ کریں ؟ فرمایا نہ جب تک نماز پڑھیں ۔ نہ جب تک نماز پڑھیں ۔ ان تین حدیثوں سے پہلی میں فرمایا ہے ۔ امیر خواہ نیک ہوں یا برے ۔ ہر حال میں ان کی تابعداری کرو ۔ ہاں اگر صریح کفر دیکھو جس پر تمہارے پاس قطعی دلیل ہو تو پھر ان سے بیعت توڑدو اور ان کا مقابلہ کرو ۔ اور دوسری حدیثوں میں فرمایا ایسے امیروں کی تابعداری ہر حال میں ضروری ہے مگر نماز نہ پڑھیں تو ان سے الگ ہوجاؤ ۔ اور ان سے لڑو ۔

نتیجہ صاف ہے کہ نماز صریح کفر ہے جس پر خدا کی طرف سے دلیل قطعی آچکی ہے ۔ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ، ان کے علاوہ اس قسم کی احادیث بہت ہیں جن سے ایک دو اوپر کے مضمون میں بھی ذکر ہیں ۔ اور بعض مولوی عبدالقادر گنگوہی حصاری کے مضمون میں ذکر ہیں جو پرچہ تنظیم کی جلد اوّل کے 17، 19 نمبر میں درج ہوچکا ہے اور بعض ہمارے مندرجہ جلد نمبر 2 ، 5 میں مذکور ہیں ۔ اور بعض کا محل متفرقات ہیں یہ سب بے نماز کے کفر پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں اور اوپر کے مضمون میں جو اس کے نظائر پیش کئے ہیں وہ درحقیت نظائر نہیں کیونکہ ان کی تاویل پر صریح دلائل موجود ہیں ۔ پہلی اور تیسری حدیث اپنے بزرگ اور اپنے آقا سے تعلق توڑنے کے بارے میں ہیں ۔ پس وہ ایسی ہوئیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بابت فرمایا ۔ میں نے ان کو جہنم میں سب سے زیادہ دیکھا ۔ پوچھا گیا کیوں ؟ فرمایا کفر کی وجہ سے کہا گیا ۔ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں ؟ فرمایا خاوندوں کا کفر کرتی ہیں ۔ اور احسان کا کفر کرتی ہیں ۔ اگر ان سے کسی کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کرتے رہو ۔ اور ایک مرتبہ تجھ سے کوئی معمولی تکلیف دیکھ لے تو کہتی ہے ۔ میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی (مشکوۃ باب الصلوۃ خسوف فصل الاول) اور حدیث

« بین الرجل والکفر ترک الصلوۃ کوان فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس »

کی مثل قرار دینا ڈبل غلطی ہے کیونکہ ثانی الذکر میں لباس کا فرق بتلایا ہے نہ ایمان اور کفر کا۔ اور اول الذکر میں ایمان اور کفر کا فرق بتلانا مقصود ہے۔ اس لئے اس میں رجل کے مقابلہ میں کفر کا ذکر کیا ہے۔ یعنی ترک نماز سے انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے اور آیہ کریمہ وماکان اللہ لیضیع ایمٰنکم میں نماز کو ایمان کہنا بھی اس کا مؤید ہے۔ مثلاً فاتحہ کو نماز اسی لئے کہا ہے کہ فاتحہ کے نہ ہونے سے نماز فوت ہوجاتی ہے جیسے رکوع سجدے کے فوت ہونے سے نماز فوت ہوجاتی ہے پس یہی حال نماز کا ہے۔ اس کے نہ ہونے سے ایمان فوت ہوکر کفر آجاتا ہے۔ اوراس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اجزا ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے نہ ہونے سے کل ہی نہیں رہتا جیسے ستون گرجائے توچھت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الصلوۃ عماد الدین۔ یعنی نماز دین کا ستون ہے۔

رہی دوسری حدیث جس میں فرمایا۔ قتالہ کفر یعنی مسلمان سے لڑائی کفر ہے۔ تو اس میں کفر سے مراد جاہلیت کی رسم ہے کیونکہ جاہلیت میں آپس میں قتل وقتال بہت تھا۔ دلیل اس پر قرآن کی آیت ہے جو سورہ حجرات کے پہلے رکوع میں ہے۔

وَاِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ا لمُؤ مِنِینَ ا قتَتَلُوا فَاَصلِحُوا بَینَهُمَا فَاِن بَغَت اِحدٰهُمَا عَلَی الاُخرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِی تَبغِی حَتّٰی تَفِیٓءَ اِلٰٓی اَمرِ اللّٰهِ فَاِن فَآءَت فَاَصلِحُوا بَینَهُمَا بِالعَدلِ وَاَقسِطُوا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ المُقسِطِینَ-اِنَّمَا المُؤمِنُونَ اِخوَةٌ فَاَصلِحُوا بَینَ اَخَوَیكُم --سورۃ الحجرات 9-10

اگر دو گروہ مومنوں کے آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کروادو۔ کیونکہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اس آیت میں آپس میں لڑنے والوں کو مومن فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں لڑنے سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس لئے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس آیت سے خارجیوں کی تردید کی ہے جو کبیرہ گناہ کرنے والے پر کفر کا فتوی دیتے ہیں ملاحظہ ہو بخاری باب المعاصی من (امر الجاہلیۃ ص 9 مع فتح الباری)

لڑنے والوں پر مسلم کا اطلاق

اس کی تائید بخاری کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کی بابت فرمایا۔

«انَّ ابنی ہذا سیدٌ ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین» (مشکوۃ باب مناقب اہل البیت فصل اوّل)

میرا بیٹا سردار ہے۔ امید ہے خدا تعالی اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔

اس حدیث کی پیشگوئی 41ھ میں پوری ہوئی۔ ان جماعتوں سے مراد حضرت حسن اور معاویہ کی جماعت ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی جب شہید ہوگئے تو اہل کوفہ نے حضرت حسن کے ہاتھ پر معاویہ سے لڑائی کے ارادے پر بیعت کی۔ چالیس ہزار کی فوج نے حضرت علی کے ہاتھ پر موت کی شرط کرتے ہوئے بیعت کی تھی وہ سب حضرت حسن کے ساتھ شامل ہوگئے۔ لیکن حضرت حسن کی طبیعت صلح پسند تھی۔ فتنہ سے طبعاً متنفر تھے۔ آخر دنیا اور حکومت کو خیرباد کہہ کر عزلت نشین ہوگئے۔ اور معاویہ سے صلح کرلی۔ آپ کی جماعت میں بعض تیز طبیعت بھی تھے۔ انہوں نے جوش بھرے لہجہ میں کہا سوّدتَ وجوہ امومنین۔ تو نے مومنوں کے چہرے سیاہ کردیئے۔ یعنی معاویہ سے صلح کرکے ہمیں ذلیل اور رسوا کردیا اور ہماری آبرو خاک میں ملادی۔ تیری صلح سے ہم اپنے ارادوں سے ناکام ہوگئے۔ حضرت حسن نے اس کا جواب ایسا پُردرد اور مخلصانہ اور نصیحت آموز دیا جس سے سخت دل موم ہوکر آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا اخترت العار علی النار میں نے عار کو آگ پر پسند کیا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

«اذا التقی المسلمان بسیفیہما فالقاتل والمقتول فی النار»

جب دو مسلمان تلواریں لے کر آپس میں ملتے ہیں تو قاتل مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

اس قسم کی احادیث سے میرے دل میں خوف پیدا ہوکر میری وجہ سے مسلمان آپس میں لڑیں توایسانہ ہوکہ ان کے خون میری گردن میں ہوں اور میں جہنم کا ایندھن ہوں ۔ اس آگ کے برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں جس کی بابت سرور کائنات فرماتے ہیں ۔ اس کی گرمی دنیا کی آگ سے ستر گناہ زیادہ ہے اس لئے میں نے دنیا کی عار کو اس آگ پر ترجیح دی ہے ۔ نیز صلح کے وقت بالبدیہ حمد وثنا کے بعد ۔ فرمایا ۔ اما بعد

«یا ایہا الناس فان اللہ قد ہدا کم باوّلنا وحقن وماء کم وباٰخرنا وان لہذا الامر مدۃ والدنیا دول وانَّ اللہ قال لنبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین »تاریخ ابن جریر جلد 4 ص 930

اے لوگو!خدا نے ہمارے اول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تمہیں گمراہی سے نکالا اور ہمارے آخر کے ساتھ (جس کا میں بھی ایک فرد ہوں) تمہارے خونوں کو روکا اور حکومت چند روزہ ہے ۔ اوریہ دنیا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں چلی جانے والی ہے اور خدا نے اپنے نبی کو فرمایا ہے شاید کہ یہ دنیا کی ڈھیل اور مہلت تمہارے لئے ایک آزمائش ہے اور تھوڑے عرصہ کا متاع اور فائدہ ہو۔

دعا ہے کہ خدا ہمیں بھی اپنا اتنا خوف عطا فرمائے جو ہمارے اور خدا کی نافرمانی کے درمیان حائل ہوجائے اور ہمارے اختلافات ونزاعات کی وسیع خلیج کو پاٹکر محبت اور مودّت کا راستہ صاف کردے تاکہ جماعت منظم ہو کر ید اللہ علی الجماعۃ کی مصداق ہوجائے اور اپنی شان کے شایاں کوئی کام کرسکے جس میں اس کی بہبودی اور فلاح دارین ہو۔ آمین ۔

وباللہ التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الصلوۃ، نماز کا بیان، ج2ص38

محدث فتویٰ